بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل ہیں:۔

سوال نمبر ۱ (الف)......زکوۃ کسے کہتے ہیں اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(ب)......صدقات فرضیہ سے مراد کون کون سے صدقات ہیں اور ان کے وجوب کی شرائط کیا ہیں؟

سوال نمبر ۲ (الف)......مصارفِ زکوۃ کیا ہیں؟

(ب)...... جو لوگ لنگر خانوں کے نام پر زکوۃ، عشر وصول کرتے ہیں، کیا لنگر مصارفِ زکوۃ میں شامل ہو سکتا ہے؟

سوال نمبر ۳......کیا لنگر خانوں کے نام پر زکوۃ و عشر کی رقم بٹورنے والوں کی امامت جائز ہے اور ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟

سوال نمبر ۴...... زکوۃ اور عشر کو اپنا حق سمجھنے والے یہی لوگ پیر اور اللہ والے بن کر لوگوں کو بیعت کرتے ہیں، کیا ایسے لوگوں کی بیعت کرنا، ان کی عقیدت رکھنا اور انہیں مردِ صالح سمجھنا جائز ہے؟

سوال نمبر ۵ (الف)......مصارفِ زکوۃ میں آج کل اہم مصرف کون سا ہے؟

(ب)......کیا دینی مدارس کے مہتمم و ناظمین اموالِ زکوۃ و عشر و دیگر صدقات فرضیہ کو اپنی مرضی اور صواب دید کے مطابق خرچ کر سکتے ہیں اور اس سے اپنی جائیدادیں بنا سکتے ہیں۔

(ج)......کیا ایسے اموال کے حصول کیلئے بامعاوضہ سفیر رکھنا اور ان کو کمیشن دینا جائز ہے؟

سوال نمبر ۶......قرآن و حدیث کی روشنی میں فضائل زکوۃ واضح فرما دیں۔ نیز زکوۃ نہ دینے والے کا شرعی حکم اور عشر کے چند ضروری مسائل پر روشنی ڈالیں۔

خداوند قدوس آپ کا حامی و ناصر ہو اور دین و دنیا کی بھلائی عطا فرمائے۔ آمین

بینوا و توجروا

السائل

ملک محمد اعجاز الحق

تلہ گنگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

تمام حمد وثنا اسی ذات واحد لاشریک کیلئے جو خالق کل مالک کل اور رازق کل ہے اسی نے انسان کو پیدا فرمایا اور اسے مختلف اقسام میں تقسیم کردیا کوئی توانا ہے کوئی کمزور کوئی صحت مند کوئی بیمار کوئی سالم الاعضاء ہے کوئی معذور کوئی طاقتور ہے کوئی کمزور کوئی حاکم ہے کوئی محکوم کوئی امیر ہے کوئی غریب کوئی جسیم ہے کوئی لاغر کوئی فقیر ہے کوئی غنی کوئی مالدار ہے کوئی سائل کوئی حکیم ہے کوئی مریض کوئی شریف ہے کوئی شریر کسی کے پیچھے لوگ بھاگتے ہیں اور کسی سے لوگ بھاگتے ہیں کوئی طالب ربّ ہے کوئی دنیا کے پیچھے رُسوائی کا ہار لئے ڈالے اور جھومر ماتھے پر سجائے ہے۔ جس طرف بھی دیکھیں یہ تقسیم نظر آتی ہے۔

ربّ تو ربّ تھا اور سب کا ربّ تھا نہ اسے کوئی کمی تھی اور نہ محتاجی اگر وہ یہ تقسیم نہ کرتا سب کو ایک جیسا بنا دیتا تو اس کے خزانہ میں کوئی کمی تو نہ آجاتی! اس کی خالقت میں کوئی فرق تو نہ آجاتا پھر یہ اونچ نیچ کمی وبیشی کیوں فرمائی؟ تو سوال بڑا قوی وبامعنی ہے جس کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن سوال کے ثقل کے باوجود اس کا جواب آسان ہے۔

ربّ تعالیٰ ذات وصفات کے اعتبار سے قائم ودائم ہے۔ اس کی ذات وصفات واجب ہیں۔

کسی کے ماننے یا انکار سے نہ اس کی ذات میں کوئی فرق پڑتا ہے اور نہ صفات کمزور ہوتی ہے وہ ملائکہ کو تخلیق کر کے بھی خالق تھا اور لوح وقلم کو وجود عطا کر کے بھی خالق وصانع تھا۔ زمین وآسمان جن وبشر اور چرند پرند اگر پیدا نہ فرماتا تو بھی اس کی خالقیت میں فرق نہ پڑتا۔ اس کی قدرتِ کاملہ سے اتنا عظیم کام صرف کن فیکون سے مکمل ہو گیا لیکن ایک طویل ترین مدت اور بیشمار مخلوق پیدا کرنے میں کچھ مصالح اور حکمتیں بھی تھیں اور یہ دیکھنا مقصود تھا کہ کون شاکر ہے اور کون منکر کیونکہ جنت ودوزخ کا عظیم ترین نظام زبردست عدل کا متقاضی تھا۔ شاکر بندوں کو جنت اور منکرین (ناشکروں) کو دوزخ میں بھیجنے کیلئے دنیا میں امتحان ضروری تھا تاکہ یہ سارا سلسلہ عدل وانصاف کے مطابق انجام پائے۔

الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا (پ۲۹۔سورۂ ملک:۲)

وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔

اسی لئے کسی کو غنی بنایا اور کسی کو فقیر و مسکین تمام مخلوق کو رزق عطا کرنے کا وعدہ فرمایا۔لیکن حصول رزق وغناء کے اسباب و ابواب مختلف بنائے رزق اور نعمتوں پر اپنی بالا دستی قائم رکھنے کیلئے انسانوں کو امیر و غریب کے درجوں اور طبقوں میں تقسیم فرمادیا اور یہ حکم صادر فرمایا: وفی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم (پ۲۶۔الذاریات:۱۹) امراء کے مالوں میں سائل و محروم کا حق ہے اور یہاں حق فرما کر اسے فرض کا درجہ دے دیا۔ ویسے تو صدقات فرضیہ کی گیارہ قسمیں ہیں لیکن ان میں زکوۃ و عشر کو فرض عین کا درجہ اس لئے دے دیا تاکہ محروم مخلوق کو مستقل محرومی اور ذِلت سے بچایا جائے تاکہ وہ بھکاری بن کر در در کی ٹھوکریں نہ کھاتے پھریں اور زندگی کے سانس پورے کرنے کیلئے کہیں غیر مسلموں کے آگے دستِ سوال دراز کر کے اسلام کی عزت کو سر عام نیلام نہ کرتے پھریں اور اسلام کی تذلیل و تحقیر کا باعث نہ بن جائیں۔ مستقل تفریق یوں پیدا نہ ہو جائے کہ اخوت کے رشتوں کے بال و پر بکھر جائیں۔ پیٹ کی آگ بجھانے کیلئے وہ چور ڈاکو نہ بن جائیں اور نہ ہی وہ تمام اقدار کو پاؤں تلے روندتے ہوئے معاشرے کے ناسور بن جائیں۔دوسری سمت اسی فقر کو محروم و فقیر کیلئے فقر محبوب و فقر مغضوب بنا دیا کہ اگر فقیر اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اس فقر پر شاکر ہے تو وہی فقر فقر محبوب اور وہی فقیر اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اس پر اخروی انعامات میں جنت کے علاوہ سب سے بڑا انعام یہ فرمایا کہ وہ عام ایمانداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائے گا اور اس کا حساب و کتاب بھی نہ ہوگا۔

فقر مغضوب یہ ہے کہ کوئی فقیر اپنے فقر کو ناپسند کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرے اور اپنی حالتِ فقر کو کوستا رہے ایسے فقیر کو نہ دنیا میں کچھ ملا نہ آخرت میں اس کا کوئی حصہ ہوگا۔

فقر کی کچھ اقسام بھی ہیں:۔

(۱) **فقر اختیاری حقیقی** (۲) **فقر اضطراری حقیقی** (۳) **فقر قولی غیر حقیقی۔**

فقر اختیاری حقیقی

یہ قسم صرف آقا نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین اور اولیائے کاملین کے فقر کی ہے۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا اور حقیقی بھی تھا۔ حضور علیہ السلام کل کائنات کیلئے نعمتیں تقسیم فرمانے والے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں درہم آپکے پاس آتے لیکن آپ وہ سب کے سب مستحقین میں تقسیم فرما دیتے اور اپنے لئے کچھ بھی نہ چھوڑتے یونہی آپ کے بیشار ارشاداتِ گرامی ہیں کہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چل رہے ہوں مجھے زمین و آسمان کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں لیکن مجھے فقر پسند ہے اور مجھے فقر پر فخر ہے میں چاہتا ہوں کہ میں فقیر رہوں اور فقیروں کے گروہ کے ساتھ اُٹھایا جاؤں یہ فقر اختیاری کی وضاحت تھی لیکن یہ حقیقی کیسے تھا وہ یوں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کئی کئی دِنوں تک چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی آپ دنیا سے رُخصت ہو گئے لیکن آلِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کر جَو کی روٹی بھی نہ کھائی یہ فقر اختیاری حقیقی تھا۔

فقر اضطراری حقیقی

فقر اضطراری حقیقی یہ ہے کہ فقیر فی الواقع نادار و مفلس ہو لیکن اس میں اس کا کوئی اختیار بھی نہ ہو خواہش کے باوجود بھی وہ غنی نہ بن سکے بلکہ انہی حالات سے دوچار رہے ایسا شخص ہی زکوٰۃ و صدقات لینے کا مستحق ہے قرآنِ پاک میں ایسے لوگوں کو ہی فقیر کہا گیا ہے ایسا فقیر ہاشمی قریشی نہ ہو تو مصارفِ زکوٰۃ میں یہی مطلوب و مقصود ہے۔

فقر قولی غیر حقیقی

کچھ لوگ اپنے نام کے ساتھ فقیر لکھتے ہیں فقیر کہلوانا پسند کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ خود غنی ہوتے ہیں۔ فقیر کہلوانا محض تواضع و انکساری کی وجہ سے پسند کرتے ہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فقر کو پسند فرمایا ہے اس لئے صوفیائے کرام اور سرکار کے عشاق اپنے آپ کو فقیر کہلانا پسند کرتے ہیں ان میں اکثریت درگاہوں کے سجادہ نشین حضرات کی ہوتی ہے۔

چونکہ ایسے لوگ غنی ہوتے ہیں فقر کی صرف نسبت سے وہ مستحق زکوٰۃ و صدقات نہیں بنتے ان کو زکوٰۃ، عشر اور دیگر صدقات فرضیہ نہ تو دینا جائز ہے اور نہ ان کو لینا روا ہے وہ خود زکوٰۃ عشر اور دیگر صدقات فرضیہ دینے والے ہیں یہ صدقات دینا ان پر مالدار (صاحبِ نصاب) ہونے کے باعث فرض ہیں دینے کی بجائے کسی حیلے بہانے سے لینا بہت بڑی بددیانتی اور ظلم عظیم ہے ایسے لوگ اگر کسی بھی حیلہ بہانہ سے زکوٰۃ عشر لے رہے ہوں تو وہ حرام خوری کے مرتکب، حدود اللہ کو پامال کرنے اور مال غیر کھانے کے باعث ظالم و فاسق ہیں نہ وہ فقیر ہیں اور نہ ہی پیر بلکہ فقیروں مسکینوں اور یتیموں بیواؤں کا مال کھانے کے باعث اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ اور اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب کا شکار ہیں۔

فقر حقیقی اضطراری کی پھر دو قسمیں ہیں:۔

(۱) فقر ظاہری (۲) فقر مخفی

فقر ظاہری

یہ ہے کہ اب فقیر جس کی حالت فقیرانہ ہو اور اسکے فقر سے لوگ واقف ہوں یا اس کی ایسی حالت فقر واضح ہو جس سے اکثر لوگوں کو اس کی غربت کا علم ہو۔

فقر مخفی

اسی کو 'فقیر غیور' بھی کہا جاتا ہے سخت مفلس ہو گھر میں فاقے ہوں لیکن عزتِ نفس کے تحفظ کے باعث نہ تو سوال کر سکتا ہو اور نہ کسی کو اپنی حالت بتا سکتا ہو لیکن بھوک افلاس اسکے چہرے اور رنگت سے عیاں ہوں اضطراب باطنی کی علامات اس کے چہرے پر نمایاں ہوں فقراء میں سب سے زیادہ مستحق ایسے ہی لوگ ہیں ایسے لوگوں کو صدقات ایسی صورت میں مسلمانوں کو پہنچانا ضروری ہیں جن میں صدقہ کا ذکر نہ ہو تا کہ ان کی عزت نفس مجروح نہ ہو دینے والے کی نیت ہی صدقات و زکوۃ کی ادائیگی کیلئے کافی ہو انسان کو غنی و فقیر مالدار و مسکین میں تقسیم فرما کر ہر ایک کا امتحان لیا اور مال جیسی محبوب چیز کے ذریعے امتحان لے کر کامیاب ہونے والے کو جنت کا مژدہ سنایا اپنا قرب عطا فرمایا اور اپنا پسندیدہ انسان بنایا۔

غور فرمائیں کہ اگر کل مال سے فقراء و مساکین کا حصہ ادا کر دیا گیا تو یہی مال کی زکوۃ ہے اور اسی سے سارا مال حلال و پاک ہو جاتا ہے لیکن اگر مالِ زکوۃ سارے مال میں شامل رہا تو سارا مال حرام اور ناپاک ہے اس طرح صاحبِ مال حرام کھا رہا ہے ایسا مال کھانے کے باعث جس کی زکوۃ نہ دی گئی ہو کھانے والے کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی عبادت۔ یونہی وہ مالدار پیر حضرات جو لوگوں سے اموال صدقات فرضیہ لے کر اپنے مال میں شامل کر دیتے ہیں اس سے سارا مال حرام ہو جاتا ہے پھر وہی مال خود کھاتے ہیں اپنے بچوں اور پیارے معتقدین مریدین کو کھلاتے ہیں اسی مال سے عرس کراتے ہیں اس ساری حرام خوری کا وبال اسی پیر پر ہے جس نے حرام مال لیا اور سب کو حرام کھلایا۔ نظامِ زکوۃ و صدقات اللہ تعالیٰ کا عائد کردہ وہ فریضہ ہے جس کو اس نے اپنے محتاج مفلس، معذور درماندہ خاک نشین بندوں کی زندگی قائم رکھنے کیلئے بنایا ہے اور اسے اتنی اہمیت دی کہ مالی عبادتوں میں وہ سب سے زیادہ اہم ہے قرآنِ پاک میں جہاں جہاں نماز کا حکم ہے ساتھ ہی زکوۃ کا حکم ہے اللہ تعالیٰ نے بے آسرا لوگوں کا اتنا خیال فرمایا کہ زکوۃ کو دین کا رُکن بنا دیا جو زکوۃ نہ دے گا وہ نہ تو کامل مسلمان بن سکتا ہے اور نہ ہی پرہیزگار و متقی بن سکتا ہے۔

آپ کیا اس بات کو تسلیم کریں گے کہ پاکستان میں رہنے والے بے شمار لوگ زکوۃ کو اس طرح جانتے بھی نہیں ہیں کہ وہ ہم پر فرض ہے اور اس کی ادائیگی کیے بغیر ہم مسلمان نہیں بن سکتے۔

اور

کیا اس بات کو بھی آپ تسلیم کریں گے کہ زکوۃ اور صدقات فرضیہ جن کے مصارف اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرما دیئے ہیں تاکہ کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے اور یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو مستحق زکوۃ وصدقات فرضیہ ہی ہیں اور جن کو زکوۃ نہ دی جائے تو زکوۃ ادا نہیں ہوتی کچھ بین الاقوامی بھکاری اور سفید پوش گداگر محض اللہ تعالیٰ کی اس محتاج مخلوق کا حق حیلوں بہانوں سے اپنے لئے وصول کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محتاج اور بھوک سے تڑپتی مخلوق کے حقوق اپنے اثر ورسوخ سے حاصل کر کے محتاجوں پر ظلم کے پہاڑ توڑتے اور اپنی اولادوں کیلئے زمینیں کوٹھیاں اور کاریں خریدتے ہیں بھوکے کے منہ سے خشک نوالہ نکال کر وہ اپنے جہنم بھرتے اور شدادی جنتیں آباد کرتے ہیں۔

کیا یہ بھی آپ تسلیم کریں گے کہ اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کے صریح احکام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایسے لوگوں کو اموال زکوۃ دیتے ہیں جس سے وہ خود تارک زکوۃ ہو کر دوزخ کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

کیا یہ بھی آپ تسلیم کریں گے کہ ان نام نہاد مذہبی پیشواؤں جن پر زکوۃ دنیا میں فرض ہے کبھی زکوۃ نہیں دیتے بلکہ زکوۃ لے کر ظلم عظیم کے مرتکب ہوتے ہیں اگر میری بات پر کسی کو یقین نہ آئے تو تجربہ کر کے خود دیکھ لیں کیا ایسے لوگوں کی تابعداری کو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ سمجھا جا سکتا ہے کیا وہ اپنے مریدین کو فرائض کا تارک بنا کر انہیں جنت میں لے جائیں گے۔ فقراء ومساکین کے کفن بیچ کھانے والے کیا ولی اور عالم دین کہلانے کے مستحق ہیں۔ دیکھئے سمجھئے پہچانیئے اور سچے جھوٹے کی تمیز کیجئے ہر قباپوش کے پیچھے پڑ کر دوزخ مت خریدیئے۔ (فاعتبروا یاولی الابصار "تو عبرت لو اے نگاہ والو")

زکوۃ، عشر اور دیگر صدقات فرضیہ کو فقراء مساکین مقروض مسافر اور مجاہد کی ملکیت میں دے کر زکوۃ عشر کی ادائیگی کو یقینی بنائیں اگر ان پانچ قسم کے لوگوں کے ہاتھ میں اپنے مال زکوۃ عشر نہ پہنچائے تو آپ کسی بھی اور آدمی کو اموال زکوۃ عشر دینے سے زکوۃ ادا کرنے والے نہیں بنتے بلکہ تارک اور نہ دینے والے رہیں گے منہ ملاحظہ اور کسی پیر فقیر کو راضی کرنے کیلئے اگر آپ نے مال زکوۃ وصدقہ سے دیا جو ان پانچ لوگوں میں شامل نہیں ہیں تو آپ تارک زکوۃ بن کر بدترین گناہگار اور اسلام کی نظر میں قتل کیے جانے کے مستحق ہیں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ مسلمان کی حیثیت سے قبول نہیں فرماتا۔

خدا کا خوف کرو دوزخ کی آگ کا ایندھن نہ بنو اور صدقات کو ضائع نہ کرو اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے مجھ جیسے گناہگار کو اپنی عاجز و درماندہ مخلوق کی وکالت کا شرف بخشا اور تمام دنیاوی تعلقات کو پس پشت ڈال کر میں نے محض اس کی رضا کی خاطر کلمہ حق آپ تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور میرا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

میں حضرت علامہ مفتی محمد طیب ارشد صاحب اور علامہ عبدالباقی صاحب شیخ الحدیث قمر العلوم فریدیہ کراچی کا بھی شکرگزار ہوں جنہوں نے اس تحریر میں میرے ساتھ تعاون فرمایا۔

بندہ عاجز

سیّد محمد جمال الدین کاظمی

کراچی ۲۵ مئی ۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

صورتِ مسئولہ کے تمام سوالوں کا بالترتیب جواب تحریر کرنے سے پہلے مسئلہ زکوٰۃ کی اہمیت اور دورِ حاضر میں اس سے غفلت اور جہالت کے متعلق چند کلمات تحریر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مقدمہ..... زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رُکن ہے اور حقوق اللہ میں ہونے کی وجہ سے فرض ہے۔ اس کی ادائیگی کیلئے مخصوص شرائط ہیں اور اس کی وصولی بھی مخصوص شرائط کے تحت ہوتی ہے۔ لیکن زکوٰۃ کے وجوب کی صورتوں اور اس کی ادائیگی (وصولی) کی شرائط کو اکثر لوگ غفلت لاعلمی یا محض لالچ کی وجہ سے ملحوظ نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ غالباً یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آسان اور سادہ طریقہ سے زکوٰۃ کے ضروری مسائل کو اُردو میں یکجا نہیں کیا گیا۔ ہم سائل محترم کے شکرگزار ہیں جنہوں نے زکوٰۃ عشر کے اکثر اور اہم مسائل کو یکجا ذکر کرنے کا موقع فراہم کر کے عامۃ المسلمین پر احسان فرمایا ہے۔

فجزاہ اللہ عنی وعن سائر المسلمین

الجواب فمنہ الصدق والصواب

سوال ۱ (الف)......زکوٰۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب......مال معلوم (نصاب) میں سے مخصوص مال اپنی ملکیت سے زکوٰۃ کی نیت سے نکال کر کسی فقیر مسکین کی ملکیت میں دینا۔

وفی الشرع عبارة عن ایتاء مال معلوم فی مقدار مخصوص (الجوہرہ، ص ۱/۱۳۸۔ درمختار ۲/۲)

شریعت میں زکوٰۃ مال معلوم سے مقدار مخصوص کے دینے کو کہتے ہیں۔ (بحر، ج ۲/۲۶) واضح رہے کہ مال کا دینا اگر ایسا نہ ہو تو شرعاً ہرگز زکوٰۃ نہ ہوگا بلکہ نفلی صدقہ بن جائے گا جس سے زکوٰۃ کی فرضیت ہرگز ادا نہ ہوگی۔ تفصیل آنے والے سوالات کے جواب میں ذکر ہوگی۔

زکوٰۃ کی شرعی حیثیت

زکوٰۃ اسلام کا رکن اور صاحبِ نصاب مسلمان پر فرض ہے اس کا منکر کافر ہے اور اس کا تارک 'مانع' نہ دینے والا گناہگار اور مستحق قتل ہے۔

﴿دلائل﴾

اما صفتها فهی فریضة محکمة یکفر جاحدها ویقتل مانعها

(فتاویٰ عالمگیری، ص ۱/۱۷۰۔ ہدایہ، ج ۱/۱۶۸۔ مبسوط ۲/۱۴۹)

ای فریضة محکمة ثبتت فرضیتها بالکتاب والسنة والمتواتره والاجماع المتواتر الکتاب فقوله تعالیٰ واقیموا الصلوٰة وأتوا الزکوٰة اما السنة فقوله علیه السلام بنی الاسلام علی خمس الحدیث والاجماع منعقد علی فرضیتها من الدن رسول الله الی یومنا

(الجوهرة النیرہ، ج ۱/۱۳۸۔ البحرالرائق، ج ۲/۲۰۲۔ بدائع الصنائع، ج ۲/۲۔ ہدایہ، ۱۲۸)

سوال ۱ (ب)......صدقات فرضیہ سے مراد کون سے صدقات ہیں؟

جواب......شرع شریف کی اصطلاح میں صدقہ مالی ہر اس مال کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضاء کیلئے خرچ کیا جائے۔ اگر محض ثواب کی نیت سے خرچ کیا جائے تو یہ صدقہ نفلی ہوگا۔

اگر صدقہ اللہ تعالیٰ یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے ہو، یا کوئی شخص اپنے اوپر خود لازم کرے تو وہ 'صدقہ فرضیہ یا صدقہ واجبہ' کہلاتا ہے۔

صدقات فرضیہ گیارہ قسموں پر مشتمل ہیں

(۱) زکوٰۃ (۲) عشر (۳) صدقہ فطر (٤) ماہِ رمضان کے روزے رکھنے کی طاقت سے مستقل محروم ہو جائے تو صدقہ روزہ (٥) صدقہ قربانی (٦) صدقہ نذر معین (۷) صدقہ کفارہ قسم (۸) صدقہ کفارہ روزہ ماہِ رمضان (۹) صدقہ کفارہ ظہار (۱۰) صدقہ کفارہ جنایات حج (۱۱) صدقہ کفارہ قتل بالخطاء۔

مذکورہ صدقات کی فرضیت و وجوب پر آیات و احادیث اور اجماع جیسے روشن اور مضبوط دلائل موجود ہیں۔

صدقات واجبہ کے وجوب کی شرائط

تمام صدقاتِ واجبہ کے وجوب کی مشترکہ شرط ایک ہے اور وہ ہے 'مکلّف کا مسلمان ہونا'۔ البتہ انفرادی شرائط متعدد و مختلف ہیں۔

چنانچہ زکوٰۃ کے وجوب کیلئے آٹھ شرائط ہیں اور عشر کے وجوب کیلئے دو شرطیں ہیں۔

زکوٰۃ کے وجوب کی شرائط کی تفصیل

زکوٰۃ کے وجوب کی آٹھ شرائط ہیں ان میں سے پانچ شرطیں مالک سے تعلق رکھتی ہیں اور تین کا تعلق مال کے ساتھ ہے۔

مالک کیلئے پانچ شرائط یہ ہیں: آزاد، بالغ، مسلمان، سمجھدار ہو اور اس پر کسی کا قرض نہ ہو۔

مال کیلئے تین شرائط یہ ہیں: نصاب کامل ہو، اس پر ایک سال مکمل گزر چکا ہو، وہ مال تجارت کیلئے ہو یا اونٹ گائے بھینس بکری بھیڑ کی صورت میں ہو۔ (الجوهرة النيرة ۱۳۹)

عشر کے وجوب کی شرائط

عشر کے وجوب کیلئے نصاب اور مالک کا عاقل بالغ اور حر ہونا شرط نہیں ہے۔

سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، زمین کی پیداوار کم ہو یا زیادہ اس میں عشر واجب ہے۔ شارح فرماتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے کہ مالک کو نہ دیکھا جائے گا کہ وہ بالغ ہے یا نابالغ صحیح عقل رکھتا ہے یا پاگل ہے آزاد ہے یا غلام ہے۔ یونہی زمین کسی شخص کی ملک ہے یا مسافر خانے، مسجد یا مدرسہ کیلئے وقف ہے۔ (الجوہرہ، ۱/۱۵۲) اس کی پیداوار میں بہر حال عشر واجب ہوگا۔ زکوٰۃ عشر اور تمام صدقات واجبہ کی مشترکہ شرائط تملیک اور نیت ہیں۔

تملیک

(مستحق کو مالک بنانا) زکوٰۃ اور عشر کی بنیادی شرط ہے اس لئے فقہاء نے اللہ تعالیٰ کے فرمان واٰتوا الزکوٰۃ سے تملیک کی فرضیت ثابت کی ہے یعنی جس طرح زکوٰۃ فرض ہے اسی طرح اس کی ادائیگی کیلئے تملیک بھی فرض ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے دوسری شرط نیت ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی نیت کے بغیر جائز نہیں ہے اور نیت یا تو ادائیگی کے وقت ہو یا کل مال سے زکوٰۃ کا مال علیحدہ کرتے وقت ہو کیونکہ زکوٰۃ عبادت ہے تو نماز روزہ کی طرح اس کیلئے بھی نیت شرط ہے۔ (درمختار، ۲/۱۱) اور اصل نیت تو یہ ہے کہ زکوٰۃ دیتے وقت نیت کرے یا زکوٰۃ کل مال سے منہا کرتے وقت کرے نیت زکوٰۃ کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ (الجوہرۃ النیرہ، ۱۴۱۔ بدائع الصنائع، ۲/۳۹۔ ہدایہ، ۱/۱۷۰۔ فتاویٰ عالمگیری، ۲/۱۷۰)

سوال ۲ (الف)......مصارفِ زکوٰۃ کیا ہیں؟

جواب......زکوٰۃ عشر اور تمام صدقات واجبہ کا مصرف (خرچ کرنے کی جگہ) دراصل مستحق اشخاص ہیں جن کا تعین اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمادیا ہے اور انما سے حصر فرمادی ہے کہ ان لوگوں کے علاوہ زکوٰۃ عشر اور دیگر صدقات فرضیہ کا نہ تو کوئی مستحق ہے اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی کو دینا جائز ہے۔

صدقات فرضیہ کی بنیادی شرط (تملیک) ہے لہٰذا مصارف زکوٰۃ وعشر اور باقی صدقات فرضیہ کا ان ہی لوگوں کو مالک بنانا ضروری ہے اگر اموال صدقات فرضیہ کا ان لوگوں کو مالک نہ بنایا گیا تو ادائیگی نہ ہوگی۔

ارشادِ ربانی ہے:

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمولفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل ط الفریضة من الله ط والله علیم حکیم (پ۱۰۔سورۃ توبہ:۶۰)

صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات کی وصولی پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرضداروں کے قرضہ میں اور جہاد میں اور مسافروں میں یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقررہ اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والا بڑی حکمتوں والا ہے۔

لیکن دورِ حاضرہ میں صدقات واجبہ کے مصارف فقراء، مساکین، مقروض، مجاہد اور مسافر ہیں ...... جبکہ تین اقسام عاملین، مولفۃ القلوب اور غلام چونکہ اس دور میں موجود نہیں اس لئے مصارف زکوٰۃ مذکورہ پانچ قسم کے لوگ ہوں گے لہٰذا زکوٰۃ عشر اور تمام صدقات واجبہ مسلمان فقراء، مساکین، مقروض اور راہِ خدا میں جہاد کرنے والے اور مسافر کے ہاتھ میں دینے یا ان کے وکیل، متولی کے ہاتھ میں دینے سے صدقات کی فرضیت، وجوب ادا ہوگا۔

سوال ۲ (ب)...... کچھ لوگ لنگر خانوں کے نام پر زکوٰۃ، عشر وصول کرتے ہیں، کیا لنگر مصارفِ زکوٰۃ میں شامل ہو سکتا ہے؟

جواب...... زکوٰۃ وعشر اور دیگر صدقات واجبہ کا مصرف صرف فقیر، مسکین، مقروض، مجاہد اور مسافر ہے۔

مفسرین کرام، فقہاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمانِ خداوندی وآتوا الزکوٰۃ سے زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے تملیک ثابت کی ہے یعنی جس طرح زکوٰۃ وعشر فرض ہیں اسی طرح ان کی ادائیگی میں تملیک (مستحق شخص کو مالک بنانا بھی فرض ہے) اس لئے فقہاء کرام نے تصریح فرمائی کہ (خانقاہوں اور درباروں) کے لنگر میں زکوٰۃ وعشر اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں ہے۔ اس طرح جہاں بھی تملیک کے معنی نہ پائے جائے وہاں زکوٰۃ عشر دینا جائز نہیں ہے۔ مثلاً مسجد، دربار، مسافر خانہ، سر راہ کنواں کھدوانا، نلکا وغیرہ لگوانا یونہی سیّد، قریشی، ہاشمی اگر چہ فقیر ہو اور مالدار شخص کو زکوٰۃ عشر دینا شرعاً جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃ وعشر سے عام کھانا (لنگر) جائز نہیں ہے۔ (الجوہرہ، ص ۱/۱۵۷)

دیگر ازیں جو درویشان لنگر وغیرہ کی خدمت میں ہوا کرتے ہیں ان کی حیثیت ذاتی ملازم جیسی ہے۔ ان پر صدقات فرضیہ میں سے کوئی چیز جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃ وعشر کے مال سے اگر کھانا تیار کر کے فقراء کو صبح وشام کھلایا اور بعینہٖ مال زکوٰۃ وعشر فقراء کو نہیں دیا تو تملیک نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ عشر ادا نہ ہوا۔ (بدائع الصنائع، ج ۲/۳۹۔ درمختار ۶۸۔ بحر الرائق ۲۲۳)

لہٰذا بحکم شریعت مطہرہ درباروں کے لنگر مصارفِ زکوٰۃ میں شامل نہیں ہیں ان لنگر خانوں میں زکوٰۃ عشر دینا جائز نہیں ہے یہ شرعی حکم معلوم ہو جانے کے باوجود اگر کوئی صاحبِ نصاب زکوٰۃ یا عشر صدقات واجبہ درباروں کے لنگر میں دے تو شرعاً اس پر سے زکوٰۃ وعشر کا فرض اور دیگر صدقات واجبہ کا وجوب ادا نہیں ہوتا بلکہ زکوٰۃ عشر کی ادائیگی بدستور اس کے ذمہ باقی رہتی ہے جب شرعاً ثابت ہے کہ زکوٰۃ عشر لنگر عام میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے تو جو لوگ یہ شرعی حکم معلوم ہونے کے باوجود لوگوں سے دربار کے لنگر کیلئے زکوٰۃ عشر وصول کریں تو وہ تین گناہوں کے مرتکب ہو کر بہت بڑے ظالم بن جاتے ہیں اور وہ تین گناہ یہ ہیں۔

۱...... دربار یا خانقاہ کے لنگر میں (یا جہاں بھی تملیک نہ پائی جائے) زکوۃ عشر خرچ کرنے سے زکوۃ عشر کی فرضیت ادا نہیں ہوتی تو لنگر کیلئے زکوۃ عشر وصول کر کے اس نے مسلمان کو زکوۃ عشر جیسے فرض کی ادائیگی سے محروم کر کے ان کی آخرت تباہ کر دی ان کی زکوۃ ادا نہ ہوئی اور جس نے زکوۃ نہ دی اس کی نماز نہیں ہوئی اس طرح اس کو اس کی لاعلمی کی وجہ سے تارکِ نماز و تارکِ زکوۃ بنا کر دوزخ کا ایندھن بنا دیا۔

۲...... زکوۃ عشر سے لنگر پکانا شرعاً جائز نہیں اور اس نے زکوۃ عشر کو لنگر میں استعمال کر کے شرعاً ناجائز کام کیا۔ اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کی خلاف ورزی کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے تجاوز کر کے اللہ تعالیٰ کے احکام کی شان کم کی اور احکامِ الٰہی سے واضح طور پر روگردانی کی۔

۳...... جب شرعاً ثابت ہے کہ زکوۃ عشر لنگر عام میں جائز نہیں تو لنگر کیلئے کسی سے زکوۃ عشر کا سوال کرنا ایک مسلمان کو ناجائز کام کی دعوت دینا ہے حالانکہ ناجائز کام پر شکریہ ادا کرنا یا لنگر کیلئے زکوۃ عشر وصول کر کے زکوۃ عشر دینے والے کیلئے دعا کرنا شرعاً کفر ہے۔ علماء کرام اور فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ حرام و ناجائز کام کے ارتکاب یا اس کی تکمیل پر بسم اللہ، الحمدللہ پڑھنا، یا اسے حرام ناجائز سمجھتے ہوئے دادِ تحسین دینا، حوصلہ افزائی اور امتنان و تشکر کے الفاظ ادا کرنا 'کفر' ہے۔

لہٰذا جو لوگ درباروں کے لنگر کے نام پر زکوۃ عشر وصول کرتے ہیں یا ان کے وہ ایجنٹ و گماشتے صوفی و درویش جو ان لوگوں کیلئے زکوۃ عشر جمع کرتے ہیں وہ مندرجہ بالا گناہوں کے مرتکب ہو کر بہت بڑے ظالم بن جاتے ہیں ان پر کفر کا بھی خطرہ ہے۔

سوال ۳ ...... کیا ایسے لوگوں کی امامت جائز ہے اور ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب ...... دربار کے لنگر خانے کے نام پر زکوٰۃ وعشر وصول کرنے والے لوگ شرعاً ظالم وفاسق ہیں جبکہ نمازِ پنجگانہ نمازِ عیدین، جمعہ کی امامت ایک عظیم محترم منصب ہے اس منصب کا شرعاً اہل وہ شخص ہے جو علم و زہد و تقویٰ اور اخلاقِ حسنہ جیسی صفات سے موصوف اور صبر و توکل کا حامل ہو۔

لنگر عام کے نام پر لوگوں کے اموال زکوٰۃ وعشر وصول کرنے والا خود گناہ کا مرتکب اور دوسروں کو گناہ (ترک اداء فرض زکوٰۃ وعشر) کے دلدل میں داخل کرنے والا ظالم فاسق ہوتا ہے۔ اور ظالم فاسق منصبِ امامت کے اہل نہیں اور نہ ہی ان کے پیچھے نماز ابتداءً جائز ہے (یہی حکم ان لوگوں کا ہے جو تارکِ زکوٰۃ ہیں پہلے تفصیلی حکم گزر چکا ہے)۔

سوال ۵ ...... زکوٰۃ کے پانچ مصارف سے آج کل سب سے اہم مصرف کون سا ہے؟ کیا دینی مدارس کے مہتمموں کو صدقات فرضیہ طالب علموں کے علاوہ دیگر مدارت میں خرچ کرنا یا اپنی ذات پر صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا ایسے اموال کے حصول کیلئے بلا معاوضہ سفیر رکھنا اور ان کو کمیشن دینا جائز ہے؟

جواب...... زکوٰۃ عشر اور دیگر صدقات فرضیہ جیسے بیان کیا جا چکا ہے ان کے مصارف صرف پانچ قسم کے لوگ فقیر، مسکین، مقروض، مسافر اور مجاہد ہیں۔ آج کل سب سے اہم مصرف طالب علم ہیں کیونکہ ان کی اکثریت فقراء پر مشتمل ہوتی ہے اور بعض اگر صاحب حیثیت بھی ہوں تو مسافر ہوتے ہیں اور اگر کچھ ایسے ہوں جو فقیر اور مسافر نہ ہوں تو فی سبیل اللہ میں سارے طالب علم شامل ہوتے ہیں۔

حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللّٰہ (ترمذی)

اس طرح طالب علم یقینی طور پر صدقات فرضیہ کا مصرف ہے۔

جہاں تک بعض مہتموں کے متعلق خیال کہ وہ صدقات فرضیہ اپنی ذات پر خرچ کرتے ہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ فقیر و مسکین ہوں گے تو اموال صدقات فرضیہ لینا جائز ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے ایسے اموال کو بلا جواز اپنی ذات پر خرچ کیا اور ایسے اموال سے عیش و عشرت کی زندگیاں گزار رہے ہیں اور جائیدادیں بنا رہے ہیں ایسے اموال زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کیلئے سفیر رکھتے ہیں اور ان کو زکوٰۃ عشر کے مالوں کی کمیشن دیتے ہیں یہ سب کچھ ناجائز ہے اور ایسے لوگ حرام خوری کے مرتکب ہوتے ہیں اور اپنی آخرت کو برباد کر رہے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں حرام کا مال کھانے یا غرباء و مساکین کے مال کھانے سے بچائے اور ہماری غلطیوں سے درگزر فرمائے)۔ ایسے مہتموں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مکمل ان کے حالات کی عکاسی کرتا ہے:

افرءیت من تخذ الٰھه ھواه واضله اللّٰه علی علم وختم علی سمعهٖ وقلبهٖ وجعل علی بصرهٖ غشاوة ط فمن یھدیه من بعد اللّٰه ط افلا تذکرون (پ۲۵۔الجاثیہ:۲۳)

(ترجمہ) ذرا اس کی طرف تو دیکھو جس نے بنا لیا ہے اپنا خدا اپنی خواہش کو اور گمراہ کر دیا ہے اسے اللہ نے باوجود علم کے اور مہر لگا دی ہے اس کے کانوں اس کے دل پر اور ڈال دیا ہے اس کی آنکھوں پر پردہ۔ پس کون ہدایت دے سکتا ہے اسے اللہ کے بعد (لوگو) کیا تم غور نہیں کرتے۔

فضائلِ زکوٰۃ

ارشادِ ربانی ملاحظہ ہو:

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ط (پ۱۱۔التوبہ:۱۰۳)

(اے محبوب) وصول کیجئے ان مالوں سے صدقہ تاکہ آپ کریں انہیں پاک اور بابرکت فرمائیں انہیں اس ذریعہ سے نیز دعا مانگیں ان کیلئے بے شک آپ کی دعا (ہزار تسکین کا باعث ہے ان کیلئے)۔

فيجتمع المذكى الطهارت من دنس الذنوب ولخلف في الدنيا و ثواب في الآخرة (الجوہرہ،ص۱۳۲)

(ترجمہ) زکوٰۃ ادا کرنے والے کو گناہوں کی میل سے پاکیزگی دنیا میں مال میں برکت اور آخرت میں ثواب حاصل ہوتا ہے۔

زکوٰۃ کے وجوب میں اللہ تعالیٰ کی حکمت زکوٰۃ ادا کرنے والے کے نفع کیلئے ہے اور حسن معاشرت کیلئے بھی ہے کہ مسلمان فقیر مسکین معذور اور مجبور مسلمان اسلامی ملک میں دستِ سوال دراز کرنے یا چوری ڈاکہ ڈالنے پر مجبور نہ ہو اس لئے مفسرین کرام نے زکوٰۃ عشر کی افادیت کے اس پہلو کو اُجاگر کیا ہے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو محفوظ بنالو، اپنے مریضوں کا علاج صدقہ سے کرو اور مصیبتیں آنے سے پہلے دعا کرو۔

☆ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لئے فرض فرمائی ہے کہ تمہارے بقایا مال کو پاک کردے۔

زکوٰۃ نہ دینے والے کا شرعی حکم

زکوٰۃ اسلام کا رکن اور اس کی فرضیت قرآن مجید، احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے اس لئے زکوٰۃ کا منکر کافر اور زکوٰۃ، عشر کا تارک مانع گناہگار اور مستحق قتل ہے۔

(ترجمہ) زکوٰۃ ایک محکم فرض ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے اور اسے ادا نہ کرنے والا، منع کرنے والا واجبُ القتل ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ص ۱/۱۷۰)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے پر دنیا و آخرت کا عذاب

ارشادِ ربانی ہے:

(ترجمہ) اور جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا چاندی اور نہیں خرچ کرتے اسے اللہ کی راہ میں تو انہیں خوشخبری سنا دیجئے دردناک عذاب کی جس دن بنایا جائیگا یہ سونا چاندی جہنم کی آگ سے پھر داغے جائینگے ان کی پیشانیاں ان کی پشتیں اور ان کے پہلو (ان کو بتایا جائیگا) کہ یہ ہے جو تم نے جمع کر رکھا تھا اپنے لئے تو اب لو چکھو (سزا) اس کی جو تم جمع کیا کرتے تھے۔ (پ ۱۰، التوبہ: ۳۴، ۳۵)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کو اللہ نے مال دیا سو اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کا یہ مال اس کیلئے گنجا سانپ بنایا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہونگے اور وہ سانپ قیامت کے دن اس کی گردن میں بطور طوق ڈالا جائیگا پھر سانپ اس کے منہ کے دونوں کناروں کو یعنی باچھوں کو پکڑے گا پھر کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (ترجمہ) جو لوگ بخل کرتے ہیں یہ گمان نہ کریں کہ انہیں اللہ کے فضل میں سے کچھ پہنچے گا۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ)

☆ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں نماز، زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہے۔ محدثین کرام اور مفسرین عظام بحث فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ دونوں کو جمع فرمایا ہے۔ اور حرف عطف واؤ کا استعمال فرمایا ہے جو کہ معطوف علیہ (مقدم) معطوف (مدخول) کو جمع کر کے ایک حکم کے تحت کرتا ہے لہٰذا نماز اور زکوٰۃ ایک ساتھ فرض ہیں لہٰذا جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کی نماز جائز مقبول نہیں ہے۔

عشر کے چند ضروری مسائل

زمین کی پیداوار کے عشر کیلئے جس طرح کوئی نصاب معین نہیں ہے اس طرح بیج، بیجائی، پانی، کھاد، فصل کی کٹائی اور چھنائی وغیرہ تمام زرعی اخراجات منہا کرنے سے پہلے کُل پیداوار کا عشر ادا کرنا فرض ہے۔

زمین کی کل پیداوار کا عشر پہلے نکالا جائے اس پیداوار کے زرعی اخراجات عشر سے بقیہ پیداوار میں سے پورے کئے جائیں۔

☆ فصل کی تیاری کیلئے ہل چلانے، نالے نکالنے، مزدور، محافظ رکھنے کے اخراجات اور بیجائی کٹائی وغیرہ کے اخراجات نکالنے سے پہلے زمین کی کل پیداوار کا دسواں حصہ (اگر زمین بارانی ہو) یا بیسواں حصہ (اگر زمین نہر یا ٹیوب ویل وغیرہ سے سیراب ہوتی ہو) نکالنا واجب ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ص ۱/۱۸۷)

عشر کے فرض ہونے کی شرائط دو ہیں:۔

شرط اہلیت و شرط محلیت۔

شرط اہلیت کی دو قسمیں ہیں: (۱) اسلام (۲) اس چیز کا علم کہ یہ فرض ہے زمین کا مالک ہونا شرط نہیں ہے بلکہ زمین سے حاصل شدہ جس کا مالک ہونا ضروری ہے۔

شرائط محلیت کی کئی قسمیں ہیں:۔

☆ زمین عشری ہو۔ خراجی نہ ہو (اگر خراجی ہو تو اس میں خراج ہوگا عشر نہیں ہوگا)۔

☆ فصل موجود ہو۔ اگر زمین میں کچھ پیدائش نہیں ہوا تو عشر نہیں ہوگا۔

☆ عشر اس زمین میں ہوگا جسے خود کاشت کیا جائے۔ خود بخود پیدا ہونے والی فصلوں میں عشر نہیں ہوتا جیسے لکڑی خودرو گھاس پھوس یا کوندر کانے وغیرہ کیونکہ یہ چیزیں زمین سے مطلوب نہیں ہوتیں اور نہ ہی انہیں غلہ یا زمین کی پیداوار کہا جاتا ہے لیکن اگر کسی شخص نے کوندر کانے کیلئے زمین کو مخصوص کر دیا تو اب اس میں عشر واجب ہوگا۔ کیونکہ اس سے بھی فصل کا مقصد مکمل طریقہ سے حاصل ہو جاتا ہے۔

☆ گنے اور زیرہ پر عشر واجب ہے کیونکہ زمین سے اس کا حصول مقصود ہوتا ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے مطابق پیداوار کا سال بھر تک صحیح رہنا وجوب عشر کیلئے کوئی شرط نہیں ہے جیسے سبزیاں یا لوبن شوتالہ گھاس وغیرہ کھیرے تریں پیاز لہسن اور اس قسم کی دوسری چیزیں اور سیّدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وجوب عشر کیلئے کوئی نصاب شرط نہیں ہے زمین سے جو کچھ بھی پیدا ہو تھوڑا ہو یا بہت زیادہ سب میں عشر فرض ہے۔ (بدائع وصنائع، ج ۲، ص ۲)

﴿ وما علینا الا البلاغ المبین ﴾